منقبت

نجف میں آ علیؑ سے مل جہاں میں ڈھونڈتا ہے کیا
جسے علیؑ نہیں ملے اُسے خدا ملا ہے کیا

علیؑ کو تم بھی مان لو بہشت میں مکان لو
جہاں پہ آج کل ہو تم وہاں بھلا رکھا ہے کیا

علیؑ یاعلیؑ یاعلیؑ یاعلیؑ
تو تاجدارِ دو عالم تو ہے شہہِ وِلا
چرچے تیری سخاوت کے کرتی ہے ھل اَتیٰ
قرآن تاج تیرا ہے، عالم پہ راج تیرا ہے
رَب سا مزاج تیرا ہے
علیؑ علیؑ علیؑ علیؑ علیؑ

علیؑ لجپال دے سِر تے ہے ہر اِک جنگ دا سہرا
نبیؐ نے بازو نَپ کے اے کیتا آپ نکھیڑا
نہ بعد چ جھگڑا کرنا نہ ایویں لڑ لڑ مَرنا
میری دستار دا وارث اے چَن عمرانؑ اے

زمانہ جاندا علیؑ ذیشان اے

نجف میں آ علیؑ سے مل جہاں میں ڈھونڈتا ہے کیا

یہاں نہ تِلمِلائیے ذرا لحد میں جائیے
پتہ چلے گا آپ کو علیِ مرتضیٰؑ ہے کیا

مسجد کا نمازی ہے، میدان کا غازی ہے
جو رب سے راضی ہے، رَب جس سے راضی ہے
جو سب کا آقا ہے، گھر جس کا کعبہ ہے
جو کہ ہے خدا جیسا، ہے کون بشر ایسا
حیدرؑ، حیدرؑ، حیدرؑ، حیدرؑ
حیدرؑ حیدرؑ بول رہا ہے، حیدرؑ حیدرؑ بول رہا ہے
ڈالی ڈالی بول رہی ہے، بوٹا بوٹا بول رہا ہے
ڈالی ڈالی بوٹا بوٹا، دریا دریا،
صحرا صحرا، ہر اِک ذرہ حیدرؑ حیدرؑ بول رہا ہے
حیدرؑ حیدرؑ بول رہا ہے، حیدرؑ حیدرؑ بول رہا ہے
حیدرؑ، حیدرؑ، حیدرؑ، حیدرؑ

امیرِ شام ہو کے بھی بھڑک رہا ہے اِس قدر
کہیں علیؑ کے ذکر کا چراغ جل رہا ہے کیا

خدا کو مانتا ہے تو لحد کا اِتنا خوف کیوں
تو بغضِ ابوترابؑ کے مرض میں مبتلا ہے کیا

علیؑ علیؑ علیؑ علیؑ علیؑ علیؑ
علیؑ امامِ منستو مَنَم غلامِ علیؑ
ہزار جانِ گرامی فِدا بہ نامِ علیؑ

علم کی آرزو ہے کیا علم نہیں ملے گا جا
سنا نہیں تو پوچھ لے رسولؐ نے کہا ہے کیا

قسم ہے لاشریک کی بغیرِ سجدہِ علیؑ
کبھی نہ کھلتا راز یہ علیؑ ہے کیا خدا ہے کیا

علیؑ سے عشق ہے تو پھر ثقیفہ کیوں چلا گیا
بہک رہا ہے اِس قدر ملا کے پی رہا ہے کیا

مشامِ جاں مہک اُٹھیں نجاستیں بھی دور ہوں
پیو تو کچھ پتہ چلے شرابِ انما ہے کیا

شاعرِ اہلِ بیتؑ گوھرؔ جارچوی